سوانح حیات بزرگانِ سلسلہ سہروردیہ و فردوسیہ

مخدوم چرم پوشؒ

شیخ شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیریؒ

مخدوم الملکؒ

(بہار شریف)

مؤلف

کوثر سہروردی

ناشر

نوخیز گروپ آف پبلیکیشنز۔ کلکتہ

سال وماہ اشاعت :- رمضان المبارک سنہ ۱۴۰۰ھ

تعداد اشاعت :- ایک ہزار

مطبع :- اردو پرنٹرس، ترہٹی بازار۔ کلکتہ ۳

قیمت :- ایک روپیہ

ناشر :- نوخیز گروپ آف پبلی کیشنز
۴۵/۵ برائین فلڈ روڈ۔ کلکتہ ۲۷

تقسیم کار :-

۱:- بک امپوریم۔ سبزی باغ۔ پٹنہ ۴

۲:- انجمن اتحاد لائبریری، محلہ امیر، بہار شریف

۳:- انور اسلمی، محلہ امیر، بہار شریف

۴:- جاوید بک ڈپو ۸۱ کولوٹولا اسٹریٹ۔ کلکتہ ۷۳

۵:- وحید الرحمٰن بک ڈیلر ۱۹ رفیع احمد قدوائی روڈ، کلکتہ ۱۳

۶:- گلستان بک اسٹال، زکریا اسٹریٹ، کلکتہ

انتساب

جد امجد

حضرت سید سلیم الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید شاہ ابوالحیات محمد یعقوب سہروردی رح

کے نام

جنہوں نے اپنی زندگی خدمت خلق
کے لئے وقف کر دی تھی ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

پیش لفظ

الحمد للہ کہ یہ کتابچہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

برسوں کا دہ خواب، جو مخدومؒ کو خراج عقیدت کی شکل میں پیش کرنے کا تھا۔ وہ آج پورا ہوا۔ اور میرا مقصد اس سے نقطہ یہ ہے کہ مخدوم الملکؒ اور مخدوم حرم پوشؒ کی زندگی کے حالات سے عوام الناس کو روشناس کرایا جائے۔ اولیاء اللہ دنیا میں توسیع اسلام کی خاطر سرگرم عمل رہے اور ان کی زندگی کا مقصد بھی یہی رہا۔ اور میری ادنیٰ سی خواہش بھی یہی ہے کہ ان کی سوانح کو پڑھ کر لوگ ان کی زندگی کے مقصد پہ غور کریں۔ جو ان کی حقیقی تعلیم تھی اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

میں والد محترم سید شاہ ذکی الدین احمد سہروردی مدظلہٗ عم محترم سید شاہ امین احمد کاظمی قادری مدظلہٗ، عم محترم حافظ ڈاکٹر نظام الدین ایم اے، محترم ناوک حمزہ پوری، کا حد درجہ ممنون و مشکور ہوں جنھوں نے قدم قدم پر میری راہ نمائی فرمائی۔

میں جناب اشعر حمیدی، جناب کامل حمیدی، جناب منصف علی، برادرم نیّر سہروردی عزیز شاگرداں، حسن شاہد، علی امام و مطیع الرّب کی معاونت کے لئے بھی ان کا مشکور ہوں۔ اگر میری اس ادنیٰ سی کوشش کو شرف قبولیت مل گئی تو میں سمجھوں گا میں کامیاب رہا۔

خاکپائے اولیا

کوثر سہروردی

کلکتہ

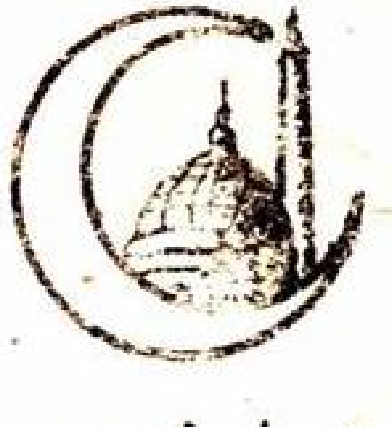
۲۸ [illegible] المبارک [illegible]

منقبت حضرت مخدوم احمدؒ

از: حضرت سیّد غلام السیّدین ناوک حمزہ پوری

اے وہ کہ تیرا نام ہے باعث فخر اولیا
اے وہ کہ تیری ذات سے سرتاج بزم اصفیاؑ
اے وہ کہ تیرے درخاک نسخہ راز کیمیا
اے وہ کہ تیرے گھر کی دھول اہل بصر کو توتیا
اے وہ کہ تیرا آستاں منبع بخشش وعطا
اے وہ کہ ترا مکاں مرکز چشمہ سخا
اے وہ کہ تیرا ذکر ہے بیمار کیلئے شفا
اے وہ کہ تیری یاد ہے دکھیونکے درد کی دوا
اے وہ کہ حیلۂ نجات عاصی کو تیرا واسطہ
اے وہ کہ تیرا آسرا کم زور کے لئے عصا
ہے تیرے در کی چاکری باعث عزت وشرف
رہتے ہیں شاہ سے سوا لاریب ہے تیرا گدا
داغ شکوہِ خسروی تیغ برہنہ فقیر
رشک حریر و پرنیاں ملبوس چرم پوش کا
مخدومی کیجیئے قبول یہ نذر ناوکؔ حقیر
حق تو یہ ہے کہ منقبت کا حق ادا نہ ہو سکا

مخدوم احمد چرم پوش تیغ برہنہ رح



بہار شریف

کچھ عرصہ قبل، صوبہ بہار کی راجدھانی، پٹنہ کا سب سے بڑا و مشہور سب ڈویژن تھا۔ اور نئی تقسیم کے بعد ضلع نالندہ کا صدر مقام ہے۔ ازمنہ قدیم میں بھی یہ عوام و خواص کی عقیدت و توجہ کا مرکز رہا ہے۔ اور جس طرح نالندہ اپنی مشہور تعلیم گاہ کی وجہ سے ساری دنیا میں اپنا ایک مقام رکھتا ہے، اسی طرح، بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی بہار شریف بھی دنیا کے بیشتر مقامات میں اپنی روحانی، قلبی و دینی تعلیم کے سبب باعثِ عقیدت رہا تھا۔ یہ مقام ان تمام لوگوں کے لیے باعثِ رحمت تھا جو اپنی تشنگی کو بجھانے اور علم و عمل کے اس مشترکہ دریا سے سیراب ہونا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس نے ایسے بہت سارے لوگوں کو اپنی طرف ملتفت کیا کہ جو اپنے وقت کے صاحبِ ثروت تھے۔ اور ان لوگوں نے اپنی دولت، جاہ و حشمت، تخت و تاج، عیش و آرام سب کا تیاگ کر کے دینِ حق کی خدمت کے لئے اپنی ساری عمر وقف کر دی۔

ساری عمر یادِ الٰہی، تبلیغ دین اور خدمتِ خلق میں گذارنے والی ان برگزیدہ ہستیوں کو خدا نے خاص منصب بخشا، اور ان کو حیاتِ جاودانی

عطا کی۔ ان کو ولی اللہ کا خطاب دلوایا۔ ہزاروں نہیں لاکھوں کروڑوں دلوں میں ان کے لئے ایسی عقیدت بھر دی کہ جس نے واضح کر دیا کہ اللہ کو دوست رکھنے والے دنیا بھی پاتے ہیں اور دین بھی۔ خدائے ذوالجلال والاکرام نے ان کے توسط سے رحمت اور فیض کا ایسا دریا بہا دیا کہ سیکڑوں سال گذرتے جا رہے ہیں۔ فیض اور رحمت کا نہ خالی ہونے والا یہ خزانہ اپنی افادیت اور بھی بڑھا رہا ہے۔

آرام فرما بزرگ

سرزمین بہار شریف ایسے بزرگوں سے بھری پڑی ہے۔ کیسے خوش نصیب ہیں وہاں کے لوگ کہ جنھیں حضرت مخدوم الملک سیدنا شرف الدین یحییٰ منیری رح حضرت مخدوم سیدنا احمد چرم پوش تیغ برہنہ رح، حضرت مخدوم ملک بیا رح، حضرت مخدوم سفید باز رح، حضرت مخدوم پیر بدر عالم بدر رح حضرت مخدوم سیدنا موسٰی کاظم رح، اور ایسے ہی نہ جانے کتنے صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کی قربت نصیب ہے۔ ان کی قدم بوسی کے آسان وسیلے حاصل ہیں۔ ان کی تعلیمات کے حصول کا سہل ترین وسیلہ میسر ہے۔ وہ فیض حاصل ہے، وہ نظر کرم حاصل ہے، جو اللہ تعالےٰ نے خاص ان کی وساطت سے ہم عاصیوں کے لئے وقف کر دی ہے۔

حضرت مخدوم احمد چرم پوش

ان دو بزرگوں میں ایک بہت ہی جلیل القدر اور صاحب جلال بزرگ کا نام نامی ہے احمدؒ۔ عقیدت مندان مخدوم انھیں سلطان العارفین کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت مخدوم احمدؒ کو ان کی بعض کرامات

منسوب کرتے ہوئے چرم پوش اور تیغ برہنہ کہتے ہیں۔ جس کی تفصیل آگے آئیگی

حضرت مخدوم سلطان سیّدنا احمد چرم پوش تیغ برہنہ قدس سرہٗ العزیز نے ۶۵۷ھ میں ایسے گھرانے میں آنکھیں کھولیں جو شہر ہمدان شریف (آپ کی جائے پیدائش) کے سفید و سیاہ کا مالک تھا۔ حضرت مخدوم سلطان سیّدنا موسیٰ کاظم آپکے والد ماجد تھے۔ اور شہر ہمدان کے بادشاہ تھے۔ (بعض تذکروں نے انھیں شہر ہمدان کا رئیس الاعظم اور بعض میں خصوصی شہری لکھا ہے) آپ کی پیدائش کے موقع پر ہر ایک شخص نے خوشیاں منائیں اور شہر کے گوشے گوشے میں چراغاں کئے گئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی حبیبہ آپ کی پیدائش کے بعد خوشی سے پھولی نہ سمائیں۔ ماں کی دور اندیش آنکھوں نے آپ کے بلند اقبال کو دیکھ لیا تھا اور ان کی روحانی طاقت نے آپ کی پیشانی پر اقبال کے ستارہ کی نشاندہی کر دی تھی اور انھیں یقین محکم تھا کہ آپ اپنے زمانے کے چنندہ عابدوں میں ہوں گے۔ اسی طرح جس طرح آپ کے آبا و اجداد شہید کربلا حضرت سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کی شخصیت اس لئے بھی برگزیدہ اور باعث عقیدت ہے کہ آپ مادری و پدری نسبت سے خاندانی سادات اور حسینی تھے۔

تعلیم

حضرت مخدوم جب ذرا بڑے ہوئے تو آپ کو شہر ہمدان کے ایک مدرسے میں حصول تعلیم کے لئے بھیج دیا گیا۔ جب آپ نے وہاں سے ابتدائی تعلیم حاصل کر لی تو مزید کے حصول کے لئے اپنے والدین سے بغداد جانے کی خواہش ظاہر کی اور پھر وہاں جا

کر اپنے وقت کے جیّد عالموں سے مکمل دینی تعلیم حاصل کی اور واپس ہمدان شریف لوٹ آئے۔

والد بزرگوار آپکے والد بزرگوار بہ ظاہر بادشاہ تھے۔ مگر حد درجہ متقی اور پرہیز گار تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ان کا جھکاؤ اس درجہ تھا کہ انھیں بادشاہت، ہیچ معلوم ہوتی ہے، اور طلب اللہ کے راستہ میں رکاوٹ۔ ذوق فقر اور خواہش قرب الہٰی کا یہ جذبہ ایک بار ایسا غالب آیا کہ آپ کے والد ماجد حضرت سیدنا موسیٰ کاظم نے اپنے تخت و تاج کو چھوڑ دیا اور تلاش حق میں نکل گئے تھے۔

والدہ ماجدہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی حبیبہؒ بڑی خداترس اور ولیہ تھیں۔ ریاضت و عبادت میں انھیں خاص شغف تھا۔ اور ان کا تعلق ایک ایسے گھرانے سے تھا، جہاں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر اور عبادت کا سلسلہ جاری رہتا تھا آپکی والدہ سلسلہ سہروردیہ کے ہی ایک مشہور بزرگ حضرت مخدوم سیدنا شہاب الدین سہروردی جو پیر جگجوت رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بھی مشہور ہیں، کی منجھلی صاحب زادی تھیں۔ اور اپنی چار بہنوں میں سب سے نمایاں تھیں۔

تخت نشینی و اختیار فقر والد ماجد کے فقر اختیار کر لینے کے بعد اصولاً حضرت سیدنا احمد چرم پوش نے اپنے والد کی جگہ پر بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ انتظام سنبھالا۔ اور کچھ

دنوں تک تخت پر جلوہ افروز بھی رہے۔ مگر آپ کو کہاں ان دنیادی الجھنوں سے رغبت و محبت ہو سکتی تھی۔ ایک دن ایسا آیا جب آپ نے اپنے والد کی پیروی کی اور تخت و تاج کو خیرباد کہا۔ آپ کی منزل حق کی تلاش تھی۔ اور آپ کی خواہش تھی کہ خود کو اللہ کی راہ میں سونپ دیں۔ اللہ نے آپ کی اس نیت میں برکت دی۔ اور آپ کی خواہش پوری کی۔

بیعت

سفر کرتے کرتے جب آپ مقام ملتان تک آئے تو آپ کی ملاقات حضرت سیدنا علاء الدین علاء الحق سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ یہ اپنے وقت کے صوفیٔ کامل اور ولی بزرگ تھے عابد و زاہد ہونے کے علاوہ جیّد عالموں میں سے تھے۔ آپ نے ان کے ساتھ رہ کر چند یوم گزارے اور پھر ان سے مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ اور ان کے دستِ حق پر بیعت کی۔

چند دنوں تک آپ اپنے پیر و مرشد حضرت علاء الدین علاء الحق سہروردیؒ کے ہمراہ رہے پھر انہیں کے حکم کے بموجب آپ وہاں سے چلتے ہوئے بمقام لاسہ تشریف لائے۔ بعض روایات میں ہے کہ مقام لاسہ تبّت کے قریب ہے۔ اور بعض روایات میں اسے نیپال میں بتایا گیا ہے۔

لہاسہ یا لاسہ

اس مقام کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ یہاں نہ صرف کافروں کی کثرت تھی بلکہ عنانِ حکومت بھی ان ہی کے ہاتھ تھی، وہاں کے بادشاہ کو اپنے دین سے حد درجہ عقیدت

تھی۔ اور اپنے عقائد میں وہ کٹر تھا۔ آپ نے اس جگہ قیام کرنے کا فیصلہ
کیا۔ اور عبادتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ دینِ حق کی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ
بھی قائم کیا۔ چنانچہ جیسا کہ قانون فطرت ہے۔ اوّل اوّل تو آپکی بڑی شدید
مخالفت ہوئی۔ اور آپ کو صعوبتوں کی کئی منزلوں سے گذرنا پڑا۔ کافروں
نے اپنی دانست میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا، جب ان کا ظلم اور ان
کی ایذا رسانی اس حد تک جا پہنچی کہ ممکن تھا کہ آپ کی شہادت ہو جاتی
کہ آپ نے اپنی جلالی فطرت کے تحت خدا سے دعا کی اور اپنی شہادت
کی انگلی ان کفار کی جانب اُٹھاتے ہوئے ان سے اللہ کی پناہ مانگی۔
حکم خداوندی اس جگہ ان کے سر قلم ہو گئے۔ اور وہ سب وہیں ختم ہو
گئے (تذکرہ بزرگان دین) خدا نے دکھا دیا کہ شرپسندوں کو سزا خدا
کے بندے کی ادنیٰ سی خواہش پر اور اشارے پر بھی دی جاسکتی ہے۔ اس
واقعہ سے جہاں کافروں نے درسِ عبرت حاصل کیا اور خدا کا خوف
ان کے دلوں میں جاگزیں ہوا، وہاں آپ کی بزرگی اور عظمت بھی اہل
لاسر پر واضح ہو گئی۔ اور اسی وقت سے آپ کا لقب تیغ برہنہ ہے۔
رفتہ رفتہ آپ کی تبلیغ کا اثر وہاں ظاہر ہونے لگا۔ اور عوام کی خاصی تعداد
نے آپ کی دعوت پر، آپ کے دست حق پر بیعت کی اور داخل حلقہ اسلام
ہوئے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ ایک بہت ہی قلیل مدت میں وہاں کی پوری
آبادی مع بادشاہ کے مشرف بہ اسلام ہوئی۔

آمد درسیوان اور حضرت حسن بیارے رح

خدا کے اس بیش بہا اکرام وانعام کو پانے کے بعد کہ

ہزار ہا کفار حق آپ کے دستِ حق پر حلقۂ بگوش اسلام ہوئے، آپ خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور سفر کرتے کرتے بمقام سیوان تشریف لائے۔ سیوان صوبہ بہار ہی کا ایک خاص مقام ہے۔ اور بعض خصوصیات کی بنا پر اپنے زمانے میں اسے خوب شہرت حاصل ہوئی ہے۔ چند دنوں کے قیام کے بعد جب آپ روانگی کے لئے تیار ہوئے تو آپ کے علم میں آیا کہ وہاں ایک بزرگ حضرت حسن پیارے رحمۃ اللہ علیہ ایک مدت سے آپ کے منتظر ہیں اور اس وجہ سے حاضری سے معذور ہیں کہ اس کی قوت نہیں رکھتے۔ (بعض روایات میں ہے کہ سیوان میں آپ کی تشریف آوری کا مقصد ہی بزرگ حضرت حسن پیارے رح سے ملاقات تھی۔ آپ نے جب یہ سُنا تو بہ نفسِ نفیس خود وہاں تشریف لے گئے۔ آپ کو دیکھ کر حضرت حسن پیارے از حد مسرور و شاد ہوئے اور آپ کو عقیدت احترام اور خلوص کے ساتھ بٹھایا۔ توقف کے بعد آپ سے اجازت لے کر مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے ان کو بیعت کیا۔ پھر آپ کے علم میں یہ بات آئی کہ حضرت حسن پیارے کے پاس اس دنبہ کی کھال کا ٹکڑا موجود ہے جو حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے بدلے میں حضرت ابراہیم نے قربان کیا تھا۔ اسی کو حاصل کرنے کا اشتیاق ہوا۔ آپ نے اس کا ذکر حسن پیارے سے کیا انھوں نے بلا عذر دپس پیش اسے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اور اسی دن سے آپ کا لقب چرم پوش ہو گیا، (ذریعہ دولت میں اس

واقعہ کو دوسرے انداز میں لکھا گیا ہے) -

سیوان سے روانگی اور آمد بہار شریف

سیوان میں حضرت حسن پیارے رح سے رخصت ہونے کے بعد آپ نے بہار شریف کا قصد کیا - یہ شہر آپکو اس قدر پسند آیا کہ آپ نے اس مقام کو ہی اپنے مستقل قیام کے لئے منتخب فرمایا - اور یہاں اپنی دعوت اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا آپ کی تشریف آوری بہار شریف میں کس سنہ ہجری میں ہوئی اس کا ٹھیک پتہ نہیں چلتا - مگر قیاس غالب یہ ہے کہ ان دنوں مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری رح اور دوسرے بزرگ، بہار شریف میں قیام پذیر تھے اور ان دنوں اسلامی دعوت اور تبلیغ اپنے عروج پر تھی -

تصنیف و تالیف

بہار شریف میں آپ نے اپنی بقیہ صوفیانہ زندگی گذاری - اس پورے عرصہ میں آپ نے لوگوں کو راہ راست پر لانے اور انھیں دولت ایمان سے مالا مال کرنے کی خدمت انجام دی - اس کے لئے آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی شروع کیا - آپ نے اپنے عارفانہ و عاشقانہ اشعار کو ذریعہ تبلیغ بنایا اور اپنے ان الہامی و سحر آفریں کلام سے لوگوں کو متاثر کیا - ان اشعار پر مشتمل ایک معرکۃ الارا دیوان تیار ہوئی - مسئلہ توحید و معرفت الٰہی سے پر اُن اشعار کے ذریعہ رازہائے تصوف کا انکشاف کیا گیا ہے - اس دیوان

مبارک کے صحیح نسخے کی قلمی نقل اس وقت آپ کے موجودہ سجادہ نشین حضور محترم ابی حضرت سیّد شاہ ذکی الدین احمد سہروردی مدظلہ العالی کے پاس موجود ہے۔ جو انھیں اپنے پیر و مرشد حضور محترم حضرت سیّد شاہ یعقوب سہروردی سے ملی ہے۔ اس دیوان کی ایک درست قلمی نقل میں نے پٹنہ کے خدا بخش خاں اورینٹل پبلک لائبریری میں بھی دیکھی ہے۔ یہ نقل موضع دیسنہ (جو اپنی علمی معرکۃ الارائیوں کے لیے معروف ہے) کے حکیم سید محمد مجیب الحق رح کے لئے جناب علیم الدین احمد مرحوم نے بخط خام مکمل کر کے انھیں دی تھی۔

حضرت مخدوم سلطان سیدنا احمد چرم پوش کا یہ دیوان ایک ایسی تصنیف ہے جسے ابھی پوری طرح روشنی میں نہیں لایا جا سکا ہے۔ پٹنہ یونیورسٹی کے اسکالر محترم جناب حسن عسکری صاحب نے حضرت مخدوم چرم پوش رح کے حالات زندگی اور ان کی دیوان پر ایک مقالہ لکھا ہے لیکن اسے پڑھ کر تشنگی کا احساس باقی رہتا ہے۔ اور ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت مخدوم احمد چرم پوش کے اس دیوان پر مزید کام کیا جائے۔

حضرت مخدوم احمد چرم پوش رح نے دینی مسائل اور دیگر مسئلوں پر ایک مدلل کتاب بھی تالیف کی ہے۔ آپ کی یہ تصنیف اور تالیف فارسی زبان میں ہے جو اس وقت کی رائج زبان تھی۔

جیٹھلی فتوحہ سے تعلق

حضرت مخدوم شہاب الدین پیر جگجوت رح جو جیٹھلی شریف میں آرام فرما ہیں، ایک

پایہ کے بزرگ اور ولی کامل تھے۔ آپ کی چار صاحب زادیاں تھیں، حضرت بی بی حبیبہؒ، حضرت بی بی رضیہؒ، حضرت بی بی کمالؒ اور حضرت بی بی جمالؒ۔ حضرت بی بی حبیبہ کی شادی حضرت مخدوم موسیٰ کاظم رحؒ سے ہوئی تھی اور مخدوم سلطان سیدنا احمد چرم پوش رحؒ ان کے صاحبزادے تھے۔ حضرت بی بی رضیہؒ کی شادی مخدوم یحییٰ منیری سے ہوئی۔ اور حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیری آپ کے صاحب زادے ہیں حضرت بی بی کمال — جو موضع کاکو، ضلع گیا میں آرام فرما ہیں، اور وہاں کی ایک بستی ہی آپ کے نام سے یعنی بی بی پور کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت بی بی جمال۔ جن کے صاحب زادے مخدوم سفید باز رحؒ ہیں۔ حضرت مخدوم الملک حضرت مخدوم چرم پوشؒ سے چار سال عمر میں چھوٹے تھے۔ اور دونوں خالہ زاد بھائی ہونے کے ساتھ ہی ہمعصر تھے۔

دیوانِ احمدؒ چرم پوش سے چند اشعار

حضرت مخدوم سلطان احمد چرم پوش رحؒ کی دیوان سے چند اشعار جو اپنے معنوی اعتبار سے کافی وزن رکھتے ہیں، اس جگہ درج کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

اے جمالت تابش درانش وجہاں انداختہ،
پرتوِ در روے تو نورے درجہاں انداختہ،

اسلام ورہِ شرع یگ گوشہ نہادیم
رسم دگر و مذہب کفّار گرفتیم

ہم صادق وہم صدقے ہم عاشق وہم عشقے
ہم رازق وہم رزقے از ذات سلام اللہ

واللہ کہ دگر نیست بہ بیند ، بخاطر
از راہِ یقیں جانب توحید گر آئید

ہم اسرار ربآنی تو دانم ہیں دریں صورت
کہ ممکن نیست بے صورت تجلی رب اعلیٰ را

رحلت مخدوم حضرت مخدوم سلطان سیّدنا احمد جرم پوش تیغ برہنہ قدس سرہٗ العزیز نے ۲۶ صفرالمظفر ۷۷۶ھ میں اس عالم فانی سے عالم باقی کی طرف کوچ کیا۔ آپ کا جسدِ خاکی محلّہ امبیر شریف، بہار شریف میں رکھا گیا آپ کا وصال مخدوم الملک سے چھ سال قبل ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ایک سو اٹھارہ سال (۱۱۸) تھی۔

ہمعصر بزرگانِ دین آپ کے ہم عصر بزرگوں میں حضرت مخدوم اوحدالدین اصفہانیؒ، حضرت مخدوم الملکؒ، حضرت قاضی اشرف الدینؒ، حضرت امام سیدیانیؒ

بہاءالدین نقشبندی، حضرت سیّد علی ہمدانی رح وغیرہم کا نام لیا جاتا ہے۔

خلفاء و سجادگان مخدوم جہانیاں جہاں گشت آپ کے سجادگان میں سلسلہ آپ کے خلف اکبر حضرت دیوان سراج الدین احمد رح سے شروع ہوا۔ حضرت دیوان سیدنا تاج الدین احمد رح حضرت شیر مار دست رح، حضرت سیّدنا مخدوم بخشی رح، حضرت سیدنا نور سہروردی رح، حضرت مولانا سید اسمٰعیل سہروردی رح، حضرت سیدنا یعقوب سہروردی رح کے نام آپ کے سجادگان میں مشہور ہیں۔

دورِ آخر میں حضرت سیّدنا ظفر سہروردی آپ کے مشہور خلیفہ گذرے ہیں۔ جو حضرت سیّدنا نور سہروردی کے بیٹے تھے۔

سالانہ عرس پاک آپ کا سالانہ عرس پاک ۲۶ صفر المظفر کو بعد نماز عشاء ہوا کرتا ہے۔ اور دوسرے دن یعنی ۲۷ صفر المظفر کو بعد نماز عصر قُل و قرآن خوانی ہوتی ہے۔ حضرت مخدوم کے سلسلہ میں سماع کی ممانعت ہے۔ اس لئے صرف مزار مبارک پر چادرپوشی کی جاتی ہے۔

بیان آستانہ مبارک آستانے میں داخل ہونے کے لئے ایک بڑے دروازے سے گذر کر ایک چھوٹا سا دروازہ ملتا ہے۔ اس دروازے کے ٹھیک سامنے ایک حجرہ ہے۔ جس میں مخدوم صاحب کی والدہ کی مزار ہے۔ پھر

داہنی سمت مڑکر ایک دروازے سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد ایک صحن آتا ہے جس میں داخل ہوتے ہی داہنی جانب دو مزارات ملتے ہیں۔ جس میں سب سے دائیں جانب سجادہ نشین مخدوم حضرت سید شاہ یعقوب سہروردی کی مزار ملتی ہے۔ ان کے مزار کے بغل میں سجادہ نشین مخدوم حضرت سید شاہ محمد اسمٰعیل سہروردی کی مزار ہے۔ ان کی بغل میں حضرت شمس بلخیؒ کی مزار ہے۔ سب سے ممتاز اور درمیانی مزار مخدوم سیدنا احمد چرم پوشؒ کی ہے۔ آپ کے سرہانے آپ کے حالات مختصر طور پر درج ہیں۔ آپ کی مزار کے پچھم حضرت مخدوم کے بڑے صاحب زادے سید شاہ سراج الدین احمد اور ان کے قریب مخدوم صاحب کی اہلیہ کی قبریں ہیں۔

مخدوم صاحب کی مزار کے پورب آپ کے چھوٹے صاحب زادے سید شاہ تاج الدین احمدؒ اور ان کے پورب سید شاہ تاج الدین احمدؒ کے استاد آرام فرما ہیں۔ مزار شریف کے بعد ایک چھوٹی سی دیوار ہے اور اس کے بعد مسافر خانہ ہے۔

مخدوم چرم پوشؒ کی مزار کے مغرب جانب مخدوم صاحب کا حجرہ ملتا ہے۔ اسی حجرہ میں بیٹھ کر آپ نے عبادت و ریاضت کی تھی۔

ایک روایت کے مطابق مخدوم صاحب کا حجرہ کوہ ہمالہ پر بھی ہے۔ حجرہ سے داہنی طرف جانے کے بعد مغرب جانب مزارات کا ایک سلسلہ ہے چراغدان کے ساتھ وہاں پہ جو قبر ہے وہ حضرت نصیر الدین شیر مار دست کی ہے۔

منقبت حضرت مخدوم الملک رح

فارسی : شاہ امین احمد فردوسی

ترجمہ : سیّد شاہ قسیم الدّین احمد فردوسی

محرم خاص کے ہوتے ہیں علامات یہی
اِک نشانی ہے یہی ذالک فضل اللہ کی
آپ کے حق میں جو یہ فضل نہ لکھا ہوتا
سہروردی کا لقب سب کو ہی زیبا ہوتا
نجم دکبروی اہلِ ضیاء کہلاتے
یا کہ شطارِ طریق عرفاء کہلاتے
کرم حق سے انہیں عزّت فردوسی ہے
اسلئے ہم لوگوں کو بھی نسبت فردوسی ہے

مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیریؒ

ولادت باسعادت

حضرت مخدوم الملک حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت جمعہ ۲۶ شعبان ۶۶۱ سنہ ہجری میں بمقام منیر شریف ہوئی اور وہیں آپکی پرورش و پرداخت ہوئی۔

والد ماجد

آپ کے والد ماجد حضرت مخدوم یحییٰ منیری تھے۔ حضرت مخدوم منیری کی شادی اپنے وقت کے ایک پہنچے ہوئے بزرگ اور صوفی حضرت مخدوم شہاب الدین پیر جگجوت سہروردی، سلطان کاشغر کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی، یعنی مخدوم الملک کی والدہ محترمہ بی بی رضیہ، شہاب الدین سہروردی عرف پیر جگجوت رحمۃ اللہ علیہ کی چار بیٹیوں میں سب سے بڑی تھیں۔[۱]

جد امجد

آپ کے دادا کا نام شیخ اسرائیل اور آپ کے پردادا امام وقت تاج فقیہ تھے۔ آپ کے دادا، دو بھائی تھے ــــ شیخ اسماعیل و شیخ اسرائیل[۲]

برادران

مخدوم الملک اپنے تمام بھائیوں میں منجھلے تھے۔ آپ کے کل چار بھائی تھے۔ ۱۔ شیخ

---

[۱] [۲] تفصیل کے لئے مؤلف کی کتاب "دیارِ مخدوم" ملاحظہ فرمائیں (زیر طبع)

جلیل الدین (۲) مخدوم شرف الدین (۳) شیخ خلیل الدین (۴) شیخ حبیب الدین ان میں سے حضرت شیخ جلیل الدین رح، شیخ نجیب الدین رح سے مرید و بیعت تھے۔

منیر سے وابستگی

مخدوم الملک حضرت شرف الدین یحییٰ منیری کے پردادا حضرت امام تاج فقیہہ بیت المقدس کے محلہ قدس خلیل کے ساکن تھے۔ آپ نے وہاں سے ہجرت فرماکر ہندستان کے منیر شریف میں قیام فرمایا تھا۔ منیر شریف میں امام تاج فقیہہ کا قیام مکمل چھ سال تک رہا۔ چونکہ وہاں کا راجہ بہت ہی جابر، ظالم اور سخت متعصب تھا اور مسلمانوں کے طبقے کو اس راجا کی وجہ سے بہت ساری پریشانیاں تھیں۔ اس لئے آپ نے اس کے ظلم وستم کے خلاف آواز حق بلند کی اور جہاد کیا۔ اور اس جنگ میں آپ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اور منیر شریف حضرت امام فقیہہ کے ذریعہ فتح کر لیا گیا۔ اور اس طرح منیر شریف کی تاریخ میں ایک سنہری باب کا اضافہ ہو گیا۔

تعلیم و تربیت

حضرت مخدوم الملک نے منیر شریف میں آنکھ کھولی۔ اور ہوش سنبھالتے ہی تحصیل علم کی طرف راغب ہوئے۔ اتفاقاً مولانا شرف الدین توامہ بخاری جن کا شمار مشہور اور بڑے عالموں میں ہوتا تھا اور جو دہلی میں قیام فرما تھے، دہلی سے رخصت ہونے کے بعد موضع سنارگاؤں (۱) کی طرف چلے تو بحکم خداوندی، منیر شریف سے آپ کا گذر ہوا۔

مبارک پر بیعت فرمائی اور سلسلہ فردوسیہ (۶۹۱ھ) میں داخل ہوگئے۔

حکم پیر اور سکونت

حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی رح سے بیعت حاصل کرنے کے بعد ان کے ہاتھوں سے آپ نے خرقہ پہنا۔ اور پھر حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی نے آپ کو اجازت نامہ دیتے ہوئے فرمایا۔

یہ اجازت نامہ میں نے تمہارے لئے بارہ سال قبل لکھ کر محفوظ کر دیا تھا: اس کے بعد انھوں نے حکم فرمایا۔" دیکھو راہ میں جہاں کہیں جس جگہ بھی، جس وقت بھی، کسی قسم کی بھی اچھی بری خبر سنو تو ہرگز ہرگز واپس نہ ہونا۔ آپ نے استغفار کیا ۔ یا شیخ وہ خبر کس نوعیت کی ہوگی۔ لیکن انھوں نے کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ چنانچہ وہاں سے پھر وطن کی طرف گامزن ہوئے۔ ابھی دو منزل ہی بڑھے تھے کہ اپنے پیر و مرشد شیخ نجیب الدین فردوسی کے انتقال پُر ملال کی خبر سنی۔ مگر حکم پیر نے مجبور کر دیا۔ اور آپ اپنی منزل سے واپس نہیں ہوئے۔ اور چلتے رہے۔

آپ کے ہمراہ آپ کے بھائی شیخ جلیل الدین تھے ۔ راستے میں موضع بہیا کے قریب جنگل میں مناظر قدرت دیکھ کر بے خود ہو اُٹھے اور ہمسفروں کو چھوڑ کر، خرقہ کو چاک کر جنگل میں جا گھسے ۔ آپ کے بھائی حضرت شیخ جلیل الدین نے کافی تلاش کی مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ ناکام و نامراد واپس تشریف لائے۔ اور والدہ کو سارے حالات سے آگاہ کیا۔ اور مخدوم الملک کا سامان والدہ کے حوالے کیا۔

مبارک بیر بھوم میں ہے۔

منیر شریف میں ورودِ مسعود آپ تحصیلِ علم کے بعد اپنے بیٹے حضرت مخدوم ذکی کے ساتھ منیر شریف واپس آئے۔ اس عرصہ میں آپ کے والد بزرگوار ۱۱ شعبان المعظم ۶۹۰ ہجری کو اس دار فانی سے مالک حقیقی سے ملنے کوچ فرما چکے تھے۔ آپ نے منیر شریف میں چند روز قیام فرمایا۔

مزید علم حاصل کرنے کے شوق میں آپ ۲۹ سال کی عمر میں اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر گھر سے نکل پڑے اور وہاں سے دہلی تشریف لے گئے۔

پیر سے ملاقات اور بیعت علم روحانی کی تلاش میں دہلی آنے کے بعد وہاں آپ نے تمام عالموں اور بزرگانِ دین کی خدمت میں حاضری دی۔ دہلی کے بعد مخدوم کی ملاقات شاہ بو علی قلندر (پانی پتی) سے ہوئی جہاں آپ نے چند روز قیام فرمایا۔ پانی پت سے واپس ہونے کے بعد سوئے اتفاق آپ سلطان المشائخؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور ایک مسئلہ کافی دیر سے جو حاضرین کے درمیان زیرِ بحث تھا، آپ نے حل کر دیا۔ سلطان مشائخؒ کافی متاثر ہوئے اور آپ سے اپنی اس خوشی کا اظہار فرمایا۔ وہاں سے آپ حضرت شیخ نجیب الدین فردوسیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے ملاقات کے بعد آپ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ استفسار وا نجواب کے بعد آپ نے ان کے دستِ

مخدوم الملک نے آپ کے آنے کی خبر سنی تو بہ غرض ملاقات گئے۔ بعد ملاقات خدمت میں رہنے کی اجازت چاہی۔ اور والدین کی اجازت بھی مل گئی۔ اس طرح مخدوم الملک مولانا توامہ بخاری کے ساتھ بنگالہ تشریف لے آئے۔

مولانا شرف الدین توامہ بخاری رح، علوم دینی کے علاوہ علم کیمیا (کیمسٹری)، علم سیمیا (دھات بنانے کا علم) اور دیگر کئی علوم دنیوی میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ جب مولانا نے مخدوم الملک کو علوم دینی میں ماہر فرما دیا اور علم کی تکمیل ہو گئی تو انھوں نے چاہا کہ اپنے دوسرے علوم بھی سکھا دیں لیکن آپ نے انکار کیا اور عاجزی سے بولے۔

"خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے علم دین ہی واحد ذریعہ ہے اور یہی کافی ہے۔"

چنانچہ مولانا نے کلام پاک، احادیث، فقہ، فلسفہ، منطق اور ریاضی کی تعلیم دینے کے بعد آپ کو فارغ کر دیا ۔۔ اور آپ اپنے پورے تعلیمی عہد میں علم روحانی حاصل کرنے میں مشغول رہے۔

عقد سعید

حضرت مولانا ابو توامہ بخاری نے تعلیم و تربیت سے آراستہ کر دیا۔ اور اس کے بعد اپنی صاحب زادی سے آپ کا نکاح فرما دیا۔ بعد عقد آپ کی کئی اولادیں ہوئیں لیکن مصلحت خداوندی اور مشیت ایزدی، صرف حضرت مخدوم ذکی رح باحیات رہے اور ان سے ہی آپ کا خاندان چلا۔ مخدوم ذکی کا مزار

عبادت

بہیا کے جنگلوں میں آپ نے اپنی عمر کے بارہ سال گذارے اور اس پورے عرصہ میں آپ نے رضائے الٰہی کی تلاش میں اپنے کو وقف رکھا۔ اور پھر وہاں سے آنے کے بعد آپ راجگیر کے جنگلوں میں رونق افروز ہوئے۔ اور وہاں تین سال تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔

بہار شریف میں ورود مسعود

راجگیر کے بعد آپ نے بہار شریف کو اپنی عبادت اور پھر تبلیغ کا مرکز بنایا۔ اور مستقل سکونت اختیار کی۔

رشد و ہدایات

دوران قیام بہار شریف آپ نے تعلیم تحریر و تقریر کے ذریعہ رشد و ہدایات کا سلسلہ جاری فرمایا۔ رشد و ہدایات کا سلسلہ بحر ذخار کی مانند تھا۔ اور یہ مکتوبات کی شکل میں تھا۔ آپ کی مکتوبات اور ملفوظات نے اہل علم دین کو صحیح راستہ دکھایا اور کم علموں کی راہنمائی فرمائی۔ بہت سے حضرات آپ کے دستِ حق پہ داخلِ اسلام ہوئے۔

چند مکتوبات کے مجموعے و ملفوظات کے نام یہ ہیں۔

۱۔ فوائد المریدین، ۲۔ آداب المریدین، ۳۔ مکتوبات صدی

۴۔ مکتوبات دو صدی، ۵۔ فوائد رکنی، ۶۔ معدن المعانی،

۷۔ راحتِ قلوب، ۸۔ مونس المریدین، ۹۔ برات المحققین،

۱۰۔ ارشاد السالکین ، ۱۱۔ اوراد خورد ، ۱۲۔ خوان پرنعمت۔

اخلاق و عادات

کسی بھی بزرگ اور اولیاء اللہ کی اصل کرامت اور کشف ان کی تعلیمات اور ان کے اخلاق عادات ہیں۔ حقیقی معنوں میں، جتنے بھی بزرگان دین آئے انھوں نے اپنے آپ کو اسلام کا سچا نمونہ بنا کر عوام الناس کو پیش کیا۔ اور پھر اپنے اخلاق و عادات کو اس قدر دلکش اور خوب صورت بنا کر پیش کیا اور وہ اس قدر پُر اثر رہے کہ لوگوں کی تقلید کا باعث بنے۔ ان کی خانقاہیں، دراصل تمام بھولے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لئے ہیں۔ تاکہ اسلام ایک دین فطرت بنا رہے اور لوگوں میں اسلامی تعلیمات زیادہ سے زیادہ پھیلیں۔ ان بزرگوں کے حالات و سوانح لکھتے وقت حتی الامکان ان کے اخلاق و عادات کا ذکر لازمی ہے۔ تاکہ عوام الناس اور اس سلسلے کے لوگ جانیں اور سمجھیں اور خود کو پرکھیں کہ جنھیں وہ اپنا بزرگ ولی پیر مان رہے ہیں اور وہ جن کے دیوانے ہو رہے ہیں، جن کے لئے اپنی جان و مال نچھاور کر رہے ہیں، جن کے دربار کی وساطت سے اللہ کی رضا چاہ رہے ہیں، وہ سب کیا ہیں۔ آپ کے اخلاق و عادات کا جو تذکرہ کتابوں میں ملا ہے، ان میں سے چند درج ہیں۔

۱۔ حضرت مخدوم الملک خلق اللہ کی خوشنودی اور خدمت کا ہمیشہ خیال فرماتے تھے اور اس کی تعلیم اپنے مریدوں اور حلقہ احباب کو

دیتے تھے لے

۲۔ آپ نے اپنے علم و ہنر پر کبھی غرور نہیں فرمایا۔

۳۔ خود کو ہمیشہ حقیر اور سراپا تقصیر جانا۔

۴۔ ہمیشہ فقیرانہ زندگی بسر کی۔ باوجودیکہ بڑے بڑے علماء، امراء، ارباب اقتدار، آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے اور مریدوں میں انھیں کی کثرت تھی۔

۵۔ سادی غذا اور سادہ لباس آپ کی عادت تھی۔

کشف وکرامات

اس مختصر کتابچہ کی اشاعت کا مقصد آپ کی سوانح کو عوام الناس میں لانا ہے آپ کی ذات سے بہت سارے کرامات کا ظہور رہا۔ مگر تفصیل کا موقعہ نہیں ہونے کی وجہ سے بندہ تحریر کرنے سے قاصر ہے۔

سلسلہ مریدین و خلفاء و معتقدین

جیساکہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ کی مریدین اور معتقدین میں اکثر بڑے بڑے امراء اور اربابِ اقتدار اور صاحبِ امتیاز بھی شامل تھے حضرت مولانا مظفر بلخی ؒ آپ کے خاص مرید تھے جو بعد میں خلیفہ بھی ہوئے۔

شیخ حسین نوشہ توحید نے بھی آپ کے ہی بیعت کی تھی اور آپ سے مرید تھے۔ اور مسندِ خلافت بھی حاصل تھی۔

لے ؒ تفصیل کے لئے ذکر دیار مخدوم دیکھیں (زیر طبع)

آپ کے معتقدین میں سلطان محمد تغلق کو بہت دخل تھا۔
اس نے صرف اس خیال سے کہ حضرت مخدوم کو عوام الناس کو رشد
ہدایات دینے میں دقت ہوتی ہے۔ آپ کے لئے ایک وسیع وعریض
خانقاہ تعمیر کرادی۔

مخدوم الملکؒ کا وصال

۶ر شوال المکرم ۷۸۲ھ جمعرات کی
رات عشاء کی نماز کے وقت ۱۲۱ر سال
کی عمر میں آپ نے بمقام خانقاہ بہار شریف (نالندہ) اس دارِ
فانی سے کوچ کر گئے۔ آپ کا مزار پُرانوار خانقاہ بہار شریف
معروف بہ بڑی درگاہ میں ہے۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت مخدوم
اشرف جہانگیر سمنانی نے پڑھائی۔

عُرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ۵ر شوال
کو ہوتا ہے، سرکاری غیر سرکاری
محکموں، عوامی اداروں اور عوام الناس کی جانب سے آپ کے مزار
پُرانوار پر چادر چڑھائی جاتی ہے۔
"یوم عرس" عوام الناس کے لئے فیض ربّانی حاصل کرنے کا
دن ہوتا ہے۔ اور اسے علاقے میں "چراغاں" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

ہمعصرانِ مخدوم

۱ مخدوم سلطان سیدنا احمد جرم
پوشؒ ۲ قاضی اشرف جہانگیر سمنانیؒ
۳ اوحدالدین اصفہانیؒ ۴ سید امیر کلاںؒ ۵ سید جلال الدینؒ،

٦۔ سید علی ہمدانیؒ وغیرہ وغیرہ

مخدوم کے موجودہ سجّادہ نشیں

حضرت سید شاہ محمد امجاد فردوسی آپ کے موجودہ سجادہ نشیں ہیں جو حضرت سید شاہ محمد سجّاد صاحب مرحوم کے خلف ہیں۔ آپ کا قیام خانقاہ میں ہے۔

انتخاب کلام فارسی

از دیوان مخدوم حسین نوشہ توحیدؒ

معتقدائے دین پیر منیری — این سخن را با بگفت از سروری
کائے برادر گر بخواہی اصل کار — این سخن را در دل خود پاسدار
این ریاضت نیست کاین زنجے بری — کم بگوئی، کم بخسپی کم خوری
بچگان و طفل و ہم بیوہ زناں — این ریاضت می کند از آب و ناں
ہرچہ آں فضلت دہد قربت دہد — وز خیال غیر حق فرقت دہد
این ریاضت باشد اے عالی مقام — گوش کن تفسیر آں را در کلام
پاسبان دل نخواند کل حال — تا نیابد ہیچ و زد آنجا مجال
ہر خیال غیر حق را دزد خواں — این ریاضت سالکاں را فرض داں
از ہوائے حرص دل را قطع کن — یا چنیں رہ اتباع شرع کن
ہر کہ ایں رہ می رود دل شاد باد — وین نعم از بہر او آمادہ باد

قطعہ

عاشق روئے ام حسن جہاں راچہ کنم — خستہ در کوئے توام امن و اماں راچہ کنم
خلق گویند مکان گیر حسین — لامکاں جائے مرا کون و مکاں راچہ کنم
